|  |  |
| --- | --- |
|  |  |



Al-Abṣār(Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)

**ISSN:** 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)

**Published by**: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.

Volume 01, Issue 02, July-December 2022, PP: 89-96

DOI: <https://doi.org/10.52461/al-abr.v1i2.1482>

**Open Access at**: <https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about>

**آیات الاحکام میں دلالۃ النص کی عصری معنویت**

***The Current Ideality of Dalālah al-Nas in Ayāt al-Ahkām***

***Javed Mustfa***

*Principal, jamiah Ghosiah saeediah Bahawalpur*

|  |  |
| --- | --- |
|  | **Abstract** |
|  | *The core purpose of Islamic Studies is to understand Qur’an via Qur’an, Hadith, Grammar, History, etc. especially the verses containing commandments and prohibitions. Such verses belong to direct practices of Muslim’s’ life. Each of such verses are categorized into four section on the basis of their indications on meaning. The research topic “The Current Ideality of Dalālah al-Nas in Ayāt al-Ahkām” leads to new area of research in the field of Dalalāt that is one of subsequent discussions of Principles of Jurisprudence. We normally find Dalālah al-Nas being discussed in the books of Principles of Jurisprudence very briefly, while it deserves to be discussed in detail with respect to the verses of commandments in Qur’an. As it has direct impact on understanding such verses. The research study has its own unique value of becoming the chapter of a book, that later on can be combined with studies on other three Dalalāt. At the same time it is going to be a research article worth publishing in impact factor journal either local or international.***Keywords***Dalālah al-Nas, Ayāt al-Ahkām, Jurisprudence, Qur’an.*  |

# موضوع کاتعارف

قانون ایک معاشرہ کی فطری،بنیادی اور ابتدائی ضرورت ہے۔کسی قوم،ملک،سلطنت،علاقہ اور آبادی کے ایک واضح یا غیر واضح، اعلانیہ یا غیر اعلانیہ یعنی ثقافتی اور روایتی قوانین کی علمداری کے بغیر زندگی گزارنا ایک محال عمل ہوتا ہے۔دور قدیم سے لے کر دور جدید تک دنیا ارضی کا کوئی علاقہ ایسا نہیں ہے جہاں کسی نہ کسی واضح،اعلانیہ یا روایتی اور رواجی قانون کی علمداری نہ رہی ہو۔یہ ایک ابدی حقیقت ہے کہ جب بھی کسی خطہ،علاقہ ملک وغیرہ میں قانون نافذ کیا جاتا ہے تو اس نے نفاذ سے قبل اس قانون کی بنیادیں طے کی جاتی ہیں۔ان بنیادوں کو علوم اسلامیہ کے اصطلاح میں اصول فقہ اور عمومی طور پر اصول قانون کہا جاتا ہے۔

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں علم اصول فقہ اس حال میں نہیں تھا جس طرح آج کے دور میں معروف ہے۔کیونکہ صحابہ کرام کو قواعد کے سیکھنے کی حاجت پیش ہی نہیں آئی کیونکہ اسلامی قانون کےبنیادی مآخذ عربی زبان میں تھے ا وروہ حضرات عربی الاصل تھے اور عربی کے تمام سلیقوں سے اچھی طرح آگاہ اور مزاج نبوت آشناتھے اور صحبت نبوی کی بنا پر انہیں تفقہ حاصل تھا۔اگر کوئی مسئلہ وضاحت اور تفصیل طلب ہوتا تو وہ رسولﷺ کی طرف رجوع کرتے اور رسول اللہ ﷺ اس کی وضاحت فرما دیتے۔اس لئے ان کو قواعد سیکھنے ،اصول مرتب کرنے اور تدوین مسائل کی حاجت پیش نہیں آئی۔مگر جب اسلام کو وسعت حاصل ہو گئی اور دوسری قومیں عربوں کے ساتھ شامل ہو گئیں اور مختلف مسالک وجود میں آ گئے اور لوگوں کے راستے جدا ہونا شروع ہو گئے تو علماء نے علوم دینیہ کی تدوین کو ضروری سمجھا،اور انہوں نے ایسے قوانین وضع جن کے واسطہ سے احکام شرعیہ کا استنباط ممکن ہو سکے اور فقہی فروعات کی تدوین کی جا سکے ۔

اہل سنت کے علماء و فقہاء عمومی اور اساسی طور پر عقائد و معاملات میں باہم متفق اور متحد ہیں لیکن جزوی اور فروعی لحاظ سے جس طرح نصوص کی بعض تعبیرات و تشریحات میں فقہاء و متکلمین دونوں نے الگ الگ منہج اختیار کیا ہے۔ اسی طرح اصول فقہ کی بعض اصطلاحات میں بھی دونوں نے اپنا الگ منہج بنایا ہے۔لفظ کی اپنے معنی پر دلالت کے واضح اور مبہم ہونے میں اور طرق دلالات میں فقہاء اور متکلمین کے مناہج میں کچھ فرق پایا جاتا ہے۔مگر مقصد دونوں مناہج کا استنباط احکام ہے۔اور اس وقت سے لے کر بارہویں صدی تک اہل سنت کے چاروں مکاتب فقہ میں تقریبا انہی مناہج کے مطابق اصول فقہ کی تدوین ہوتی رہی۔مگر اصول فقہ کی تدوین کے دور جدید میں اصولیین نے اصول فقہ کی تالیف میں کسی خاص منہج اور مسلک کی پیروی نہیں کی۔ بلکہ دونوں مناہج میں سے جو زیادہ سہل اور واضح بات نظر آئی ،اس کو اپنی تالیف کا حصہ بنا دیا۔ اور یہ اسلوب خطہ عرب کے اصولی ادب میں خصوصا اور دیگر فقہی مراکز میں عموماواضح نظر آتا ہے۔اسی طرح فقہاء و متکلمین کے نزدیک اصول اجتہاد اپنے الگ الگ ہیں ۔کچھ اصول ایک کے ہاں تو حجت ہیں مگر وہی اصول دوسرے کے نزدیک غیر مقبول ہیں اوربعض اوقات یہ اختلاف لفظی نوعیت کا حامل بھی ہوتاہے ۔

# دلالت کا معنی و مفہوم

اہل علم کے ہاں "دلالت"کے معنی یہ ہیں کہ" ایک چیز سے کسی دوسری چیز کا علم لازمی طور پرصادر ہو" [[1]](#endnote-1)اس طرح پہلی چیز کو "دال "اور دوسری کو"مدلول" کہاجاتاہے، اور ایک لفظ کا معنی بھی اس لفظ کی دلالت ہی ہوتاہے۔[[2]](#endnote-2)علم فقہ کی اصطلاح میں "دلالت" سے مراد "ایک لفظ یا مرکب الفاظ و کلمات کا وہ منطوق و مفہوم ہے جو اپنی ماہیت میں مختلف احوال کا حامل ہو سکتاہو، مثلا وہ لفظی یامعنوی ،عمومی یا خصوصی، یا التزامی و اشاراتی،کلی یا جزئی،واضح یاغیر واضح ،حقیقی یا مجازی اورقطعی یا ظنی نوعیت کا متقاضی ہو" ۔ [[3]](#endnote-3)جیسا کہ علم اصول فقہ کی دلالتی اصطلاحات کتب اصول میں موجود ہیں ،مثلاً عام و خاص ،امر ونہی، مطلق ومقید،ظاہر و نص وغیرہ۔

اس میں غیر واضح دلالت سے التزامی دلالت مراد ہے کہ لفظ نہ تو کل معنی پر دلالت کرے اور نہ ہی جزوی معنی پر بلکہ لازم معنی پر دلالت کرے جیسا کہ اشارۃ النص، اقتضاء النص اور ایماء النص[[4]](#endnote-4)۔ مفہوم کی دو قسمیں ہیں: موافق اور مخالف۔ موافق کی قسموں میں اولیٰ اور مساوی ہے جبکہ مخالف مفہوم کی قسموں میں غایت، شرط، وصف، عدد، ظرف، علت اور لقب ہے۔ ان میں سے بعض دلالتیں حنفی اسلوب سے اور بعض فقہائے جمہور کے طریقہ سے تعلق رکھتی ہیں ۔

# دلالت کی اقسام

 مجموعی طور پر مکاتب اربعہ کےاصولی فقہاء کی ان اصطلاحات اور اقسام کو پیش نظر رکھنے سے یہ معلوم ہوتاہے کہ بنیادی اعتبار سے دلالت کی چار تقسیمات ہیں:

* تقسیم اول:یعنی لفظ کی ساخت اوروضع کے لحاظ سے اس کی دلالت کی سات اقسام ہیں:عام ،خاص،مشترک، امر، نہی،مطلق اور مقید۔
* تقسیم دوم:لفظ کے حقیقی ،مجازی یا عرفی مفہوم میں استعمال کے لحاظ سے دلالت کی چار اقسام ہیں:حقیقت ،مجاز،صریح اور کنایہ۔
* تقسیم سوم: لفظ کے اپنے معنی کی وضاحت اورخفاء کے قصد اور قطع و ظن کے درجات کے حوالے سے اس کی دلالت کی مجموعی دس اقسام ہیں :ظاہر،نص،مفسر،محکم،خفی،مشکل ،مجمل،متشابہ،مؤول اور غیر مؤول۔
* تقسیم چہارم:لفظ کی اپنے معنی کی توضیح و خفاء کی کیفیت اور قطعیت و ظنیت کے فرق کو نمایاں کرنے کے اعتبار سے مجموعی طور پر آٹھ اقسام ہیں:عبارۃ النص،ایماءالنص،اشارۃ النص، دلالۃ النص،فحوی الخطاب،لحن الخطاب ، اقتضاءالنص اور مفہوم مخالف۔[[5]](#endnote-5)

مذکورہ بالا چوتھی تقسیم میں سے ایک اہم فقہی اصولی اصطلاح "دلالۃ النص "ہے، جوکہ زیر نظرِ تحقیق کا موضوع ہے۔اس کو جمہور فقہاء کے مطابق" مفہوم موافق "کہاگیاہے۔

* 1. **دلالۃ النص کا مفہوم اور شرائط**

دلالۃ النص کا اصطلاحی مفہوم یہ ہےکہ" ایک منصوص لفظ کی دلالت کسی غیر منصوص مسئلہ کے حکم پر ایسی علت کی بنا پر ثابت ہورہی ہو کہ وہ علت لغوی طور پر اس لفظ کے مفہوم میں شامل ہو اوراس کا فہم کسی قسم کے اجتہاد کے بغیر اس منصوص لفظ کے ادنی تفکر اورتامل سے واضح ہوجائے۔[[6]](#endnote-6) اس تعریف سے دلالۃ النص کی تین شرائط معلوم ہوتی ہیں :

1. لفظ منصوص کی دلالت کسی غیر منصوص مسئلہ کے حکم پر ہو۔
2. غیر منصوص مسئلہ کے حکم کی علت منصوص لفظ میں لغوی طور پر شامل ہو۔
3. یہ لغوی مفہوم کسی مجتہد کے تفکر کے بغیر محض ایک عام عربی دان کو ادنی تامل سے سمجھ میں آجائے۔

فقہائے شوافع نے اس کو مزید دو قسموں فحوی الخطاب اور لحن الخطاب میں منقسم کیاہے۔کیونکہ منصوص لفظ سے سمجھ آنے والا مفہوم غیر منصوص مسئلہ کے اندر اگر اعلی درجے پر موجود ہوتو وہ فحوی الخطاب کہلائے گا اور اگر غیر منصوص مسئلہ میں اس کی دلالت مساوی درجے پر ہو تو اسے لحن الخطاب کانام دیاگیاہے۔اس لئے اگر غیر منصوص مسئلہ میں اس کی دلالت مساوی درجے سے کم ہو یا اس کے فہم میں اجتہاد کی ضرورت ہو تو ایسا مفہوم دلالۃ النص میں شامل نہیں ہوگا بلکہ اسے استنباط کے درجہ پر لاکر کسی دسری اصولی اصطلاح ،مثلا قیاس ، استحسان یا مصلحت مرسلہ وغیرہ کے تحت شمار کرناہوگا۔ [[7]](#endnote-7)جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: تم (والدین) کومت جھڑکو بلکہ ان کے سامنےاف تک نہ کہو۔اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے والدین کے سامنے اف کرنے اور انہیں ڈانٹنے سے منع فرمایا ہے اور اس فعل کو حرام قرار دیا ہے۔ نص کی عبارت کا یہی مفہوم ہے۔ مگر دلالت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جو بات بھی والدین کے سامنے اُف کرنے کے مساوی ہو یا اس سے زیادہ شدید ہو اس میں علت تحریم اور بھی زیادہ موجودہے اس لیے وہ بدرجہ اولیٰ حرام ہے۔ البتہ جو امور اُف کرنے اور ڈانٹ ڈپٹ سے کمتر درجے کے ہوں وہ اس نص کے تحت داخل نہیں ہیں۔

* 1. **دلالۃ النص سے متعلق موجود تحریرات**

اصول فقہ پر ویسے تو بہت زیادہ کتب لکھی گئی ہیں اور دونوں مناہج پر الگ الگ کثیر کتب مدون کی گئی ہیں۔اصول فقہ پر سب سے پہلی مدون کتاب ’’الرسالہ‘‘ ہےجو امام شافعی کی تصنیف ہے اور طریقہ متکلمین کے مطابق ہے۔اور ’’البرھان‘‘ امام جوینی کی[[8]](#endnote-8) ، ’’المستصفیٰ‘‘ امام غزالی اور ’’المحصول‘‘ امام رازی کی ، یہ مشہور کتب ہیں جو متکلمین کے منہج پر مرتب کی گئی ہیں۔ اور احناف کے منہج پر جو کتب لکھی گئی ہیں ان میں سے اہم اور مشہور بنیادی کتب یہ ہیں : ’’تقویم الادلۃ‘‘ابو زید دبوسی کی، ’’تمہید الفصول فی الاصول‘‘ امام محمد بن احمد سرضسی کی، ’’اصول البزدوی‘‘ علی بن محمد بزدوی کی، ’’کتاب المنار‘‘ حافظ الدین نسفی کی ہے۔

’’مدخل إلى دلالات الألفاظ‘‘کے عنوان سے أبو الحسن هشام المحجوبي اور وديع الراضي کا مشترکہ مقالہ، الالوکۃ الشرعیۃ نامی جرنل میں 2018 میں شائع ہوا،جس میں دلالات کے حوالے سے مذہب شافعیہ اور حنفیہ پر نہایت اختصار سے گفتگو کی گئی ہے۔اسی طرح الدکتور سامح عبدالسلام محمد کا ایک مقالہ ’’خلاصة القول في دلالات اللفظ والسياق عند الأصوليين‘‘ کے عنوان سے 2015 میں شائع ہوا، جوکہ اصولیین کے نزدیک دلالات میں سیاق کی اہمیت پر نو دلائل پر مشتمل ہے۔ اور ماسٹر لیول کا مقالہ بعنوان ’’العلاقۃ بین دلالۃ النص والقیاس‘‘ جامعۃ النجاح الوطنیۃ نابلس فلسطین سے اسراء فہمی محمد نے الدکتور حسن سعد خضر کی زیر نگرانی 2014 میں مکمل کیا، جو کہ دلالۃ النص اور قیاس کے درمیان تعلق کے حوالے سے فقہاء اور اصولیین کے نظریات پر تحقیقی کام ہے۔ علاوہ ازیں ’’حُجية دلالة النّص‘‘ کے نام سے محمد بن عبداللہ الھاشمی نے کتاب تصنیف فرمائی ، جس میں نہ صرف دلالۃ النص کی حجیت، نوعیت اور امثلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے، تاہم مقالہ ہٰذا احکامی آیات کی روشنی میں دلالۃ النص کی عصری معنویت سے متعلق ہے، جو کہ مذکورہ مقالات اور کتاب سے نہایت منفردتحقیقی موضوع ہے۔

# دلالۃ النص کی عصری معنویت

آیات احکام [قرآن](https://ur.wikishia.net/view/%D9%82%D8%B1%D8%A2%D9%86) کی وہ آیات ہیں جن میں [شرعی احکام](https://ur.wikishia.net/view/%D8%B4%D8%B1%D8%B9%DB%8C_%D8%A7%D8%AD%DA%A9%D8%A7%D9%85) بیان ہوئے ہیں یا ان آیات سے حکم شرعی استنباط کیا جاتا ہے۔ احکام شرعی سے اعتقادی اور اخلاقی احکام مراد نہیں ہیں بلکہ عملی احکام جیسے [نماز](https://ur.wikishia.net/view/%D9%86%D9%85%D8%A7%D8%B2)، [زکوۃ](https://ur.wikishia.net/view/%D8%B2%DA%A9%D8%A7%D8%AA) و [جہاد](https://ur.wikishia.net/view/%D8%AC%DB%81%D8%A7%D8%AF) وغیرہ کے احکام مراد ہیں۔ قرآن میں پانچ سو [آیات](https://ur.wikishia.net/view/%D8%A2%DB%8C%D8%A7%D8%AA) شریعت کے مختلف احکام کے متعلق ہیں۔

دلالۃ النص لفظ کی لغوی دلالت کا معاملہ ہے نہ کہ شرعی دلالت کا، احناف قیاس کو شرعی تاثیرات کا معاملہ کہتے ہیں اور ان دونوں میں شعورا ًاسی بنا پر فرق کرتے ہیں۔دلالۃ النص کی دلالت قیاس کے مقابلے میں قوی تر ہونے کی بنا پر حدود و کفارات میں دلالۃ النص کے اجراء کو احناف جائز کہتے ہیں۔ یاد ر ہے کہ دلالت کی تقویت کے لحاظ سے احناف دلالۃ النص کو عبارۃ النص سے نیچے رکھتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ عبارت النص کے مساوی قوی لغوی دلالت نہیں بلکہ اس سے کم تر ہے۔

درج بالا بیان میں "لغوی دلالت" سے کیا مراد ہے؟ اس سے ذہن میں تین امکانات آتے ہیں:

1. باعتبار وضع لفظ کا مفہوم
2. باعتبار عرف لغوی لفظ کا مفہوم
3. تیسرا امکان بطریق استعمال ہے، یعنی سیاق کلام میں لفظ کےاستعمال کا کسی معنی کو ظاہر کرنا ۔

اس اعتبار سے درج ذیل سطور میں ان تینوں امکانات کو دلالۃ النص کے تحت نصوص کو عصری معنویت میں دیکھا جائے گا۔

1. دور حاضر میں کسی لین دین کے معاملے میں فریق اول نے اگر یہ کہہ دیا کہ "میں فریق ثانی کو ایک ہزار روپیہ نہیں دوں گا"، تو اس صورت میں دو ہزار روپے یا اس سے زائد رقم دینا بطریق اولیٰ منع ہوگا کیونکہ دو ہزار روپے میں ایک ہزار روپے کا مفہوم شامل ہے ۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے قرآن میں آیا ہے: ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ﴾[[9]](#endnote-9) کہ جو شخص ایک ذرے کے برابر عمل کرے گا اسے اس کا اجرملے گا۔ تو ایک سے زیادہ پر عمل کا اجر بطریق اولیٰ ثابت ہوا اور یہ لغوی دلالت "بطریق وضع" کی صورت ہے ۔اسے ہی احناف کے ہاں دلالۃ النص کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دور حاضر میں ایسے تمام مالی معاملات میں اس آیت کے تحت عصری معنویت پائی جائے گی جو کسی مخصوص مقدار سے زائد رقم ادا نہ کرنے کے بارے میں ہوں گے۔
2. لیکن اگر کسی نے کہا کہ "فلاں کے پاس ایک روپیہ بھی نہیں ہے " ، یہاں دو روپیوں کی نفی تو بطریق وضع لازم آئے گی مگر ایک روپے سے کم کی نفی لازم نہیں آئے گی بلکہ اس کے لئے اہل زبان کے عرف کو دیکھنا ہوگا، یعنی اگر وہ محاورتاً ایک روپے کی نفی سے ہر قسم کے مال کی نفی مراد لیتے ہیں تو پھر آدھے روپے (پچاس پیسے ) کی نفی بھی درست ہوگی ۔ اسی طرح اگر کہا کہ "فلاں شخص کو ڈھیر مال بھی دو تو خیانت نہیں کرتا" تو ڈھیر سے کم مقدار مال بطریق اولیٰ اس میں شامل ہوگا کہ وہ ڈھیر میں شامل ہے مگر ڈھیر سے زیادہ مثلا دو ڈھیر بطریق وضع اس میں شامل نہیں ہوگا۔ البتہ بطریق عرف اسے مراد لینے کی گنجائش ہوگی ۔
3. دور حاضر میں والدین کی نافرمانی، ان کے ساتھ ناشائستہ سلوک، ان کے مقام و مرتبے کی رعایت نہ کرنا، انہیں اولڈ ہومز میں چھوڑ دینا ، یہ سب عمومی روئیے بنتے جا رہے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ والدین کو "اف " نہ کہو اور سیاق کلام سے یہ بات واضح ہے کہ اس کا مقصد والدین کا احترام ہے ۔جیسا کہ ارشاد ہوا : لَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ[[10]](#endnote-10) چنانچہ لفظ کے استعمال کے مقام نے "اف" کے مفہوم کو واضح کردیا اور یوں والدین کو مارنے، گالی دینے اور قتل وغیرہ کرنے کی ممانعت بطریق اولیٰ اس لفظ کے مفہوم میں شامل ہوگئی۔ یاد رہے کہ لفظ "اف" سے لغوی طور پر مارنے کی ممانعت بطریق وضع لازم آنا ضروری نہیں کیونکہ یہ لفظ "مارنے"کے مفہوم کو شامل نہیں (جیسے دو میں ایک کا مفہوم شامل ہے) بلکہ ایسا ممکن ہے کہ "اف" کہنے سے منع کرنے کے باوجود زیادہ ایذا دینا جائز ہو۔ مثلا ایک بادشاہ کسی محترم شخص (مثلا کسی دوسرے ملک کے بادشاہ) کو کسی جرم کے سبب قتل کرناچاہتا ہے اور جلاد کو کہتا ہے: "اسے اف تک مت کہنا، بس قتل کردو" تو یہ کلام قابل فہم ہے۔ اسی قبیل کی مثال یہ ہےکہ شارع نے یتیم کا مال (ناجائز طریقے پر ) کھانے سے منع کیا ہے،ارشاد ربانی ہے:" بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں، اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے۔" [[11]](#endnote-11) سیاق کلام سے واضح ہے کہ مقصود صرف کھانا نہیں بلکہ ضائع کرنا ہے، لہذا اس کے مال کو جلانا بھی اسی مفہوم میں شامل ہوا۔گویا کہ دلالۃ النص سے ثابت ہوا کہ یتیم کے مال کے ضیاع کی ہر صورت حرام ہے، کھانے کے علاوہ بھی ضیاع کی تمام موجودہ صورتیں ناجائز ہیں ، مثلاً ان کے مال کو جلانا، غیر قانونی قبضہ کر لینا، محبوس کر لینا، غصب کر لینا ، خراب کر دینایا کسی اور کے ذریعے انہیں مالی نقصان پہنچانا یا ان کے مال کو ضائع کرنے کی کوشش کرنا ، یہ سب ظلم ہے اور اس مسئلے کی عصری معنویت میں شامل ہے۔
4. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ، فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ وَسَقَاهُ "[[12]](#endnote-12) ”جو بھول کر کھا لے یا پی لے اور وہ روزہ دار ہو تو اپنا روزہ پورا کر لے اس لئے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلا پلا دیا۔“اس حدیث میں دلالۃ النص سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی نے بھول کر روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے ہمبستری کر لی اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا کیوں کہ بھول کر کھا پی لینے کے باوجود روزے کے درست ہونے کی اصل وجہ نسیان یعنی بھول جانا ہے اور یہ سبب کھانے ینے کے ساتھ خاص نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ہمبستری اور اس کے عصری متبادلات بھی دلالۃ النص کے اعتبار سے اس حکم میں داخل ہوں گے اگر ان کا ارتکاب کوئی روزے کی حالت میں بھول کر لیتا ہے۔

**خلاصۃ البحث**

اوپر بیان کی گئی مباحث اور امثلہ کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ عصر حاضر میں دلالۃ النص احکامی آیات میں نہ صرف علماء کے لیے فہم احکام اور اخذ احکام میں معاون ہے بلکہ علماء وعوام کے لیے فہم قرآن اور فہم احکام کی صلاحیت پیدا کرکے ایک منظم اور متحد معاشرہ تشکیل دینے میں معاونت کررہی ہے۔احکام شرعیہ کی تعبیر و توضیح میں دلالات مقاصد شریعت کی تفہیم میں ممد و معاون ہیں ۔آ یات الاحکام سے عصری مسائل کے اخذ و استنباط میں دلالۃ النص ایک موثر دلیل ہے۔دلالۃ النص کے قبول اور عدم قبول میں معاصر فقہائے کرام کااختلاف رائے موجود ہے۔دلالۃ النص اپنی دقت اور اثرپذیری کے پیشِ نظر نصوص ِ شرعیہ کی عصری تطبیق سےمسائل میں وسعت پیدا کرتی ہے ۔

**حوالہ جات**

1. محمد بن احمد بن عبد العزیز ابن نجار الزحیلی، شرح الکوکب المنیر (المسمی بمختصر التحریر او المختبر المبتکر شرح المختصر)، ریاض، نزیۃ حماد، مکتبۃ العبیکان،1998ء، 1/125

Muaḥmmad Bin Aḥmad Bin Abdul Aziz , Ibn e najar , Al-Zulḥaili, Sharḥ al-Koukab ul Munir ,(Al-Musamma bimukhtasar al-taḥreer aou almukhsabir almubtakir Sharḥ al-Mukhtasar)Riaz , Naziat Ḥamad , Maktabatul aybikan, 1998,1/125. [↑](#endnote-ref-1)
2. الجرجانی، علی بن السید الشریف، کتاب التعریفات، قاہرہ، مصطفی البابی الحلبی، 1938ء، ص 93

Al-Jurjani , Ali Bin Alsiyd Al-Sharif, Kitab ul Tarefat, Qahira, Mustafa ul Babi , al -ḥalbi, 1938,P 93. [↑](#endnote-ref-2)
3. الدبوسی،ابو زید عبید اللہ بن عمر بن عیسیٰ،تقویم الادلۃ فی اصول الفقہ ،بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 2001ء، ص 132

Al-Dabusi, Abu Zaid , Ubaid ullaha Bin Umar Bin Īsā , Taqvim Ul Adillata Fi Uslool Ul Fiqh , Bairut , Dar Ul Kutub Ul Ilmiah, 2001, Page 132. [↑](#endnote-ref-3)
4. علاء الدین البخاری، کشف الاسرار عن اصول البزدوی، 1/ 115

Ala udin , Al-Bukhari , Kashaf ul Īsrar un Usool ul Bazdvi, 1/115. [↑](#endnote-ref-4)
5. محمد ادیب صالح، تفسیر النصوص فی الفقہ الاسلامی، بیروت، المکتب الاسلامی، 1993ء، 1/484

Muḥammad Adib Saliḥ , Tafsir Ul Nasoos Filfiqh ul Īslami, Bairut, Al-Maktab ul Īslami, 1993, 1/484. [↑](#endnote-ref-5)
6. الاصفہانی، حسین بن محمد راغب، المفردات فی غریب القرآن، کراچی، نور محمد کا رخانہ تجارت، 1961، 1/171

Al-AfṢhahani, Ḥussain Bin Muḥammad Raghib, AlMufridāt Fi Ghrib ul Qurʾān Karachi, Noor Muḥammad Karkhana e Tijarat, 1961, 1/171. [↑](#endnote-ref-6)
7. مصطفیٰ سعید الحن، اثر الاختلاف فی القواعد الاصولیۃ فی اختلا ف الفقھاء، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، 1972ء، ص 136

Mustafa Saeed ul Khun, Asar ul Īkhtlaf Fil Qwaid ul ʾUsoolia Fi Īkhtlaf Fil Fuqaha, Bairut ,Moisisatul Risalah , 1972, Page 136. [↑](#endnote-ref-7)
8. جوینی،عبدالملک بن عبداللہ،البرھان فی اصول الفقہ،دارالکتب العلمیہ،بیروت،لبنان،1997ء، ص 136

Jawaini, Abdul Malik Bin Abdullah, Al-Burhan Fi Usool ul Fiqh , Dar ul Kutab ul Īlmia , Bairut , Labnan, 1997, Page 136. [↑](#endnote-ref-8)
9. القرآن 7:99

Al-Qurān 99:7. [↑](#endnote-ref-9)
10. القرآن 17 :24

Al-Qurān 17:24. [↑](#endnote-ref-10)
11. القرآن 4: 10 [↑](#endnote-ref-11)
12. Al-Qurān 4:10.

 مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الصیام، باب اکل الناسی و شربہ و جماعہ لا یفطر، بیروت، دار احیاء التراث العربی، س ن، رقم : 2716

Muslim Bin al-Hajāj , Al-Jāmeo al-Ṣaḥīḥ , Kitāb al-Siām, Bāb Akul nāsi wa sharbahu wa Jamahi La Yuftir , Dār ul Ahya ul Turas Al-Arbum , Hadith No:2716.. [↑](#endnote-ref-12)